بسم الله الرحمان الرحیم

اللهم ارنا الحق حقاً و ا رزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلاً وا رزقنا اجتنابه

آج کے اِس پُرفِتن دور میں جہاں اسلام کا ہر صاف و شفاف حکم بھی دھندلا گیا ہے اور مجھ سمیت عوام کی اکثریت نے فقط اپنی خواہشات و آرزوؤں کو دین کے روپ میں اپنالیا ہے، وہیں ہمارے "فارغ التحصیل علماء"[1] کی اکثریت بھی صرف انہیں مسائل اور فضائل سے اپنے منبروں کو آباد رکھتے ہیں جو اُن کو کسی مشقت میں ڈالنے کا سبب نہ بن سکے۔ دین میں روشن خیالی کے ذمہ دار اور سزاوار فقط ہمارا دنیاوی طبقہ ہی نہیں بلکہ حقیقت میں اِس کی اصل آبیاری ان نام نہاد اور عصر حاضر میں میڈیا کے زور پر زبردستی علماء کہلانے والوں نے فرمائی ہے جن کی موجودگی کا مقصد تقدیر کے مطابق عوام کی آزمائش ہے۔ عصر حاضر کی دنیاوی ضروریات کے پیش نظر اِس روشن خیالی کے سب سے بڑے شکار دین کے دو اہم ترین ستون بنے؛ الوالاء و البراء[2] اور جہاد فی سبیل الله۔

اس مختصر مضمون کا مقصد محض اُن لوگوں کو آگاہی سے روشناس کرانا ہے جن میں حق کی پہچان کی اہلیت ہے نہ کہ جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق علمی گفتگو۔ جہاد کی فرضیت اور افضلیت کے موضوع پر قرآن اور احادیث کے دلائل سے پُر سلف و خلف کے علمائے حق [خصوصاً سلف میں شیخ ابن النحاس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق" اور خلف میں مولانا مسعود اظہر حفظہ اللہ کی تفسیر آیات جہاد "فتح الجواد"] نے اتنی تفصیل اپنی کتابوں میں جمع کر دی ہیں کہ اہل تحقیق کی تشفی کے لیے کافی ہے۔

سوال نمبر ۱: کیا اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کوئی ظاہری عمل ہے یا تقویٰ، تزکیہ نفس وغیرہ کی طرح ایک غیر مرئی عمل؟

اسلامی شریعت نے "صلاۃ"؛ "صیام"؛ "زکوۃ" اور "حج" وغیرہ جیسے الفاظ جن کا تعلق ظاہری عبادات سے ہے، اُن کو ناصِرف اُن کے لغوی معنوں سے منتقل کرکے شرعی معنی عطا کیے جو اُس شرعی اصطلاح[3] کا دینی مقصد بیان کرتے ہیں بلکہ اُن مخصوص اعمال کو بھی روز روشن کی طرح بیان کیا جو اِن اصطلاحات کے تابع ہیں۔ [مثلاً شرعی اصطلاح میں لفظ "صلاۃ" ایک مخصوص طریقے پر اللہ تعالی کے لیے انجام دی جانے والی اُس عبادت کا نام ہے، جو مخصوص و معلوم افعال اور اقوال پر مشتمل ہوتی ہے، اور اُس کا آغاز تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے، اور اختتام سلام پھیرنے سے۔]

اِسی طرح اسلامی شریعت نے "جہاد فی سبیل اللہ" جیسی ظاہری عبادت کو بھی ایک معین اصطلاحی معنی عطا کیے ہیں جو اُن اعمال کے مجموعہ پر محیط ہے جن کا تعلق "کفر کے **مدمقابل** اللہ کے دین کی سربلندی کی کوشش" سے ہے۔ اور یہی معنی

1 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ علم اور علماء [کاوش نمبر ۲]" کا مطالعہ فرمائیں

2 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ الولاء و البراء کی حقیقت [کاوش نمبر ۷]" کا مطالعہ فرمائیں

3 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ دوم]؛ اصطلاحات کی حقیقت [کاوش نمبر ۱]" کا مطالعہ فرمائیں

ہمیشہ سے مسلمان معاشروں کے خواص وعوام میں عرف عام رہے ہیں حتّٰی کہ ہر زمانہ کی طرح ہمارے زمانہ کا کافر بھی "جہاد فی سبیل اللہ" کے انہیں معنوں کا معترف ہے۔

- ✓ حضرت ابو موسی ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے دوسرا آدمی ناموری اور شہرت کے لئے لڑتا ہے تیسرا آدمی جو اپنی شجاعت دکھانے کے لئے لڑتا ہے اُن میں سے کون ہے جو اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے وہی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا ہے**۔ [صحیح مسلم۔ جلد سوم۔ امارت اور خلافت کا بیان۔ حدیث ۴۲۲]

جہاد فی سبیل اللہ کا **کم از کم تقاضا**، ہر دینی عبادت کی طرح، قلب میں اُس کی نیت اور اِس کی **چوٹی** کفار کے ساتھ قتال فی سبیل اللہ کے نتیجے میں شہادت فی سبیل اللہ والی موت ہے۔ اِن دونوں انتہاؤں کے بیچ میں ہر وہ ظاہری عمل جہاد فی سبیل اللہ کی اصطلاح میں شامل ہے جو اِس کی چوٹی کے حصول یعنی شہادت فی سبیل اللہ میں مددگار ہو؛ چاہے اُس کا تعلق جسم سے ہو؛ مال سے ہو یا زبان [یا قلم] سے ہو۔

- ✓ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص جہاد کے بغیر مر جائے اور اُس کے **دل میں جہاد کی خواہش** بھی نہ ہو تو وہ منافقت کی حالت پر مرا"۔ [المستدرک۔ جلد ۲۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۴۱۹]
- ✓ سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جائے اور دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔" اُس نے کہا: "کون سے اسلام افضل ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ایمان۔" اُس نے کہا: "ایمان کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "یہ کہ اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لائے۔" اُس نے کہا: "افضل ایمان کون سا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہجرت۔" اُس نے کہا: "ہجرت کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "برائی کو ترک کر دینا۔" اُس نے کہا: "کون سی ہجرت افضل ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جہاد۔" اُس نے کہا: "جہاد کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کافروں سے مقابلہ ہو تو اُن سے قتال کرنا۔" اُس نے کہا: "کون سا جہاد افضل ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور **خود اُس کا خون بہا دیا** جائے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھر دو عمل ہے، وہ افضل ترین ہیں اور اِلّا یہ کہ کوئی آدمی ان ہی دو پر عمل کرے، حج مبرور یا عمرہ۔ [مسند احمد۔ جلد ا۔ ایمان اور اسلام کی کتاب۔ حدیث ۱۷]
- ✓ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مشرکوں کے ساتھ اپنی **جان، مال اور اپنی زبانوں** کے ذریعے جہاد کرو۔" [المستدرک۔ جلد ۲۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۴۲۷]

مدینہ منورہ میں نازل شدہ قرآن کا تقریباً ایک تہائی حصہ جہاد فی سبیل اللہ کی عملی شکل سے متعلق مختلف موضوعات پر مشتمل ہے اور اب اگر کوئی عالم فقط مکہ مکرمہ میں نازل شدہ پانچ آیات ہی کو جہاد فی سبیل اللہ جیسی دینی اصطلاح کا اصل ماخذ قرار دے تو اِس کو علمیت نہیں بلکہ کم علمی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۲: کیا جہاد فی سبیل اللہ بذات خود کوئی عبادت ہے یا فقط کسی دوسرے مقصد کے حصول کا ذریعہ؟

قرآن کی ساڑھے پانچ سو [۵۵۰] سے زیادہ آیات؛ بلا مبالغہ رسول اللہ ﷺ سے منقول سیکڑوں احادیث؛ رسول اللہ ﷺ کے اپنے ستائیس غزوات؛ رسول اللہ ﷺ کے ستر سے زیادہ تشکیل کردہ سرایہ؛ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم؛ صحابہ رضی اللہ عنہم؛ تابعین رحمہ اللہ؛ تبع تابعین رحمہم اللہ اور سلف وخلف کے علمائے حق رحمہم اللہ کا عمل متواتر؛ احادیث، فقہ اور سیرت کی کتابوں میں جہاد کے عنوان سے مستقل ابواب بھی اگر جہاد فی سبیل اللہ کو عبادت کا مقام نہیں دلا سکتا تو پھر دین میں دلائل کی کثرت کی بنیاد پر نماز کے علاوہ کسی اور شعار کو عبادت قرار نہیں دیا جا سکتا اور اگر جہاد محض کسی دوسرے دینی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتا تو اِسی قرین کے مطابق قرآن واحادیث وضو کی فضلیت اور مسائل سے تو بھرے ہوئے ہوتے مگر جس مقصد کے حصول کے لیے وضو فرض ہے یعنی "نماز" اُس کا ذکر شاذ و نادر ہوتا۔

جہاد فی سبیل اللہ کا شمار بھی چونکہ عبادات میں ہوتا ہے تو چنانچہ دین اسلام میں دیگر عبادات کی قبولیت کی شرط کی طرح اِس عبادت کے لیے بھی **باطن میں نیت کا اخلاص اور ظاہر میں اِس عبادت کا سنت کے تابع ہونا** لازم ہے نا کہ اپنی اپنی انفرادی دینی یا دنیاوی جدوجہد کو جہاد قرار دینا۔

سوال نمبر ۳: کیا جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے؛ واجب ہے؛ سنت ہے یا نفل عبادت ہے؟[4]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا **كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ** كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [سورۃ البقرۃ؛۱۸۳] "مومنو! **تم پر روزے فرض** کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔"

[4] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: شریعت کی حقیقت [کاوش نمبر ۱۱]" کا مطالعہ فرمائیں

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ [سورة البقرة؛۲۱۶] "[مسلمانوں] **تم پر** [خدا کے رستے میں] **لڑنا فرض** کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ اور [اِن باتوں کو] خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

قرآن میں جس "**کُتِبَ**" کے صیغے نے "روزہ" ہم پر فرض کیا اُسی صیغے نے ہماری ناپسندیدگی کے باوجود ہم پر "لڑنا" یعنی قتال فی سبیل اللہ کو بھی فرض کیا۔

دین کا واضح اصول ہے جو عمل فرض کی ادائیگی کے لازم ہو وہ بھی فرض کے درجہ میں ہوتا ہے مثلاً نماز کے لیے پاکی لازم ہے تو اِس پاکی کے حصول کے لیے وضو یا غسل بھی فرض قرار پائے گا۔ اِسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی چوٹی [قتال فی سبیل اللہ] کو فرض قرار دے کر ہر اُس عمل کو فرض کے درجہ میں قرار دے دیا جو اِس چوٹی کے حصول کے لیے لازم ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ نماز، روزہ، زکوۃ [مکلف پر] یا حج [مکلف پر] انفرادی سطح پر فرض عین ہے جبکہ جہاد اجتماعی یعنی ریاست کی سطح پر تو فرض عین ہے مگر انفرادی سطح پر حالات کی مناسبت سے کبھی فرض عین اور کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴: کیا جہاد فی سبیل اللہ کا تعلق ضروریات دین[5] سے ہے؟

نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی طرح جہاد فی سبیل اللہ کا شمار بھی ضروریات دین میں ہوتا ہے؛ تو چنانچہ علمائے سلف و خلف کے مطابق ضروریات دین ہونے کے بنا پر اِس کی فرضیت کا علم اور اقرار لازم اور اِس کی فرضیت سے لاعلمی یا انکار کفر ہے اور اِس کو بلاعذر عملی طور پر ترک کرنے والا فاسق و فاجر۔

---

[5] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: ضروریات دین کی حقیقت [کاوش نمبر ۵]" کا مطالعہ فرمائیں

سوال نمبر ۵: کیا رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے مطابق تزکیہ نفس یا ذِکرُاللہ جہاد سے افضل نہیں ہیں؟

اول ذِکر دین میں جن اعمال کا فرض یا واجب ہونا ثابت ہو اُن میں افضلیت کی بحث انتہائی عجیب لگتی ہے۔ مثلاً نماز فرض ہے اور روزہ بھی؛ اب اگر کوئی عالم نماز کی روزہ پر یا روزہ کی نماز پر افضلیت ثابت کرنے لگے تو یہ ایک عبس کام ہے۔ اِسی مناسبت سے اگر غیر فرض اعمال کو فرض اعمال پر افضلیت دی جائے تو یہ اوپر بیان کی گئی بات سے بھی زیادہ عبس اور قابل ردّ ہے۔

کیا تزکیہ نفس اور ذکر اللہ کی کوئی شکل نماز، روزہ، حج یا جہاد کے علاوہ بھی دین میں فرض کی صورت میں رائج ہے؟

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي [سورۃ طه ؛ ۱۴] "بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور **میری یاد کے لئے** نماز پڑھا کرو۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [سورۃ البقرۃ ؛ ۱۸۳] "مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے **تاکہ تم پرہیز گار بنو**۔"

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۔۔۔۔۔ [سورۃ البقرۃ ؛ ۲۰۳] "اور [قیام منیٰ کے] دنوں میں [جو] گنتی کے [دن میں] **خدا کو یاد کرو**۔۔۔۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [سورۃ الانفال ؛ ۴۵] "مومنو! جب [کفار کی] کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور **خدا کو بہت یاد کرو** تاکہ مراد حاصل کرو۔"

دل پر ہاتھ رکھ کر تنہائی میں ہر مسلمان سوچے کہ ایک فاسق اور فاجر مسلمان کے لیے بھی تزکیہ نفس اور ذکر اللہ میں اخلاص کے حصول کے لیے مندرجہ بالا کون سی عبادت اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

اب اگر کوئی عالم جہاد؛ قتال اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل اور افضلیت کی سیکڑوں احادیث کے مد مقابل فقط اُن چند احادیث کو اِس طرح پیش کرے کہ جس سے عام مسلمان تزکیہ نفس یا ذکر اللہ کو جہاد اور قتال جیسے فرض کو ساقط قرار دینے کا سبب قرار دے سکے تو یہ علمیت نہیں بلکہ فتنہ پروری ہے کیونکہ اگر کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ میں اللہ کی محبوب ترین ہستی ﷺ کے دندان مبارک کی شہادت؛ رخسار مبارک کے زخم؛ عزیز ترین چچا، منہ بولے بیٹے اور دیگر

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کو کمتر اور اپنے زعم میں اپنے گھر یا مسجد کے آرام میں خود ساختہ تزکیہ نفس اور ذکر اللہ کو افضل سمجھتا ہے تو اُس کو فوراً اپنے ایمان کی تجدید کر لینی چاہیے۔

سوال نمبر ٦: کیا رسول اللہ ﷺ کے تمام جہاد دفاعی نہیں تھے؟

لغوی، اصطلاحی یا عُرفی معنی میں دفاعی جنگ کی تعریف کسی علاقہ پر دشمن کے حملے کی صورت میں مدافعت [دفع کرنا، دفعیہ، دفاع، روک، بچاؤ، مزاحمت] ہے اور اقدامی جنگ کی تعریف اپنے علاقہ سے نکل کر دشمن کے علاقے پر حملہ کرنا ہے؛ تو رسول اللہ ﷺ کے ستائیس غزوات اور ستر کے قریب تشکیل کردہ سرایوں کے انتہائی سرسری مطالعہ سے ہی اِس دعوی کی کمزوری ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر ٧: کیا جہاد فی سبیل اللہ صرف ریاست قرار نہیں دے سکتی ہے؟

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ [سورة التوبه؛ ٢٩] جو اہل کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر [یقین رکھتے ہیں] اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اُس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں **اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔**

اقدامی جہاد کی فرضیت کے بعد اسلام کے اولین دور میں رسول اللہ ﷺ اور خلیفہ اول سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اقدامی جہاد کے لیے افرادی قوت کی ضرورت کو مسلمان معاشرہ میں مُنادی کے ذریعے پوری فرمایا کرتے تھے۔ اسلام میں فوج کا ادارہ خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مرہون منت ہے جس کا بنیادی مقصد اقدامی جہاد جو ریاست پر فرض عین تھا [اور ہے] اُس کی مسلسل ادائیگی ہو سکے اور امت کے کندھوں سے اِس فرض کفایہ کا بوجھ ہلکا کر دیا جائے۔ یقیناً اِس صورت میں اقدامی جہاد چونکہ ریاست ہی کی ذمہ داری ہے تو اُس کا حق بھی ہے کہ وہ کفار کے جس تابع علاقہ پر چاہے اُس کو جہاد فی سبیل اللہ کا مقام قرار دے۔

اقدامی جہاد کے بالمقابل قرآن وحدیث کے نقلی دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ کافر اگر کسی بھی مسلمان علاقہ پر حملہ کر دے تو اُس علاقہ کے لڑائی کے اہل مسلمانوں پر انفرادی طور پر دفاعی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور اگر اُن میں سے کوئی راہ فرار اختیار کرتا ہے تو مندرجہ ذیل آیت کے مطابق گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے؛

وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ[سورۃ الانفال؛ ١٦]"اور جو شخص جنگ کے روز اِس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے [یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے] یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے۔ **اُن سے پیٹھ پھیرے گا تو [سمجھو کہ] وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا** اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔"

اگر اِس مسلمان علاقہ کے لوگوں کی افرادی قوت کفار سے مقابلہ کے لیے ناکافی ہو تو اِس فرض کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے مشرق ومغرب؛ شمال وجنوب کے تمام علاقوں میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، جب تک کہ کافر کو شکست نہ ہو جائے اور مسلمان علاقہ اُس کے تسلط سے آزاد نہ ہو جائے۔ چونکہ دفاعی جہاد انفرادی سطح پر فرض عین کی حیثیت رکھتا ہے تو اِس میں شرکت کے لیے ریاست تو کُجا والدین کی اجازت کی بھی ضروری نہیں ہے برخلاف اقدامی جہاد کے جس کے فرض کفایہ ہونے کے سبب والدین کا حق مقدم ہے [اس صورت میں بھی جہاد سے رخصت کے لیے امیر جہاد کی اجازت لازم ہے]۔

عصر حاضر میں مسلمان ممالک کی افواج کا مقصد نہ تو اقدامی جہاد ہے اور نہ ہی دفاعی جہاد بلکہ مسلمان ممالک میں اِس ادارہ کا بنیادی مقصد فقط قومیت کی بنیاد پر قائم اپنے اپنے ملک کی جغرافیائی اور خود ساختہ نظریاتی سرحدوں کا دفاع ہے۔ اِسی غیر اسلامی مقصد کے سبب پوری امت اقدامی جہاد جیسے فرض کفایہ کے ساقط ہونے کی وجہ سے بحیثیت مجموعی اللہ کے دربار میں گناہ گار ہے۔ مزید براں فلسطین؛ سوڈان؛ صومالیہ؛ کشمیر؛ افغانستان؛ ہندوستان؛ اسپین؛ وسط ایشیا وغیرہ جیسے مسلمان علاقوں پر کفار کے تسلط کے سبب نہ صرف مسلمان ممالک کی افواج بلکہ ہر وہ مسلمان جو دفاعی جہاد سے غافل ہے وہ اُسی طرح فرض عین سے غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے جیسے کہ کوئی تارک نماز یا تارک روزہ یا تارک حج۔

سوال نمبر ۸: کیا عصر حاضر میں بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری اقدامی یا دفاعی جہاد سے زیادہ ضروری نہیں ہیں؟

اقوام متحدہ کی رکنیت، جہاں فیصلے کا اختیار اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بجائے "ویٹو" کی صورت میں کفار کے پاس موجود ہو تو اُس کی شرعی حیثیت[6] کے متعلق تو علمائے حق ہی بیان فرما سکتے ہیں اور مزید اِس ادارہ کے فیصلوں کی پاسداری کی بنیاد پر اقدامی جہاد کے فریضہ کو ترک کرنے کی شرعی حیثیت کا بیان بھی اُن ہی کی ذمہ داری ہے۔ مگر جہاں تک سوال دفاعی جہاد کا ہے تو قرآن، احادیث اور سیرت رسول ﷺ اِس مسئلہ پر روز روشن کی طرح واضح ہیں، کہ کفار کی طرف سے مسلمانوں کو کسی بھی قسم کے جانی و مالی نقصان کی کوشش کی صورت میں ہر قسم کا معاہدہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ حتّٰی کہ یہ اصول کفار پر بھی اتنا واضح تھا کہ مدینہ منورہ میں موجود یہود کے قبائل نے جانی و مالی سزاؤں اور شہر سے بے دخلی کے حکم کے وقت بھی میثاق مدینہ کو مسلمانوں پر امن کی حجت کے طور پر پیش نہیں کیا اور نہ ہی مشرکین مکہ نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا۔

سوال نمبر ۹: کیا کفار کے برابر فوجی، اقتصادی اور معاشی ترقی کے حصول کے بغیر ان کے ساتھ جہاد بیوقوفی نہیں ہے؟

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ۔۔۔۔۔ [سورۃ الانفال؛ ۶۰] "**اور جہاں تک ہو سکے** [فوج کی جمعیت کے] زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے [مقابلے کے] لیے مستعد رہو۔۔۔۔۔"

مندرجہ بالا آیت فقط مسلمان کو اپنی استطاعت کے مطابق تیاری کا حکم دے رہی ہے نہ کہ کفار کی ظاہری طاقت کے برابر؛ کیونکہ فتح و شکست کا اصل اور واحد سبب اللہ تعالٰی نے مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا ہے؛

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ [سورۃ آل عمران؛ ۱۶۰] "اور **خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا**۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں"۔

مزید براں جس دین میں کامیابی کا اصل معیار دنیاوی نہیں بلکہ اخروی ہو اور جہاں ایک کانٹا چبھنے کے برابر کی تکلیف بھی آخرت میں ایک مسلمان کے لیے آسانی کا باعث بنے گی [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے بیان کیا کہ کوئی مصیبت بھی

---

6 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ طاغوت کی حقیقت [کاوش نمبر ۹]" کا مطالعہ فرمائیں۔

مسلمان کو نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں اُس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اُس کے جسم میں چبھے۔ [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ بیماریوں کا بیان۔ حدیث ۶۱۸] **تو وہیں مندرجہ ذیل حدیث کفار اور اُن کے اتحادیوں کی مایوسی میں مزید اضافہ کا باعث ہے۔**

- ✓ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس غزوہ یا لشکر کے لوگ جہاد کریں پھر وہ مال غنیمت حاصل کر کے سلامتی سے واپس آجائیں تو اُنہیں ثواب کا دو تہائی حصہ اُسی وقت مل جاتا ہے اور جس غزوہ یا لشکر کے لوگ **خالی واپس آئیں اور نقصان اٹھائیں** تو اُن کا اجر و ثواب پورا پورا باقی رہ جاتا ہے۔ [صحیح مسلم۔ جلد سوم۔ امارت اور خلافت کا بیان۔ حدیث ۴۲۹]

سوال نمبر ۱۰: کیا مسلمان ممالک میں حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد جائز ہے؟

- ✓ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ "۔۔۔۔حضرت عمر ؓ نے یہ بات سن لی وہ نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجیے کہ اِس منافق کی گردن اڑادوں نبی ﷺ نے فرمایا عمر ؓ رہنے دو کہیں لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروادیتے ہیں۔" [مسند احمد۔ جلد ششم۔ حدیث ۱۰۹۳]

اگرچہ قرآن میں منافقین سے قتال کی اجازت [سورۃ التوبۃ آیت ۵۲] اور [سورۃ الاحزاب آیت ۶۰ – ۶۲] کی روشنی میں موجود ہے مگر مسلمان ممالک کی حکومتوں کو اعتقادی منافق یا مرتد قرار دے کے اُن کے خلاف مسلح جدوجہد میری ذاتی رائے کے مطابق ناجائز اور غیر مفید ہے اور اِس آرا کی بنیاد مندرجہ بالا حدیث ہے جو دو حکمتوں کی مظہر ہے؛ اول ذکر اِس عمل سے عام عوام جن کو حقائق تک رسائی نہیں ہوتی، وہ معاملات کی ظاہری شکل کی بنیاد پر اسلامی احکامات سے بد ظن ہو جاتے ہیں اور مجاہدین اسلام کو جہاد فی سبیل اللہ کے راستے میں جو اخلاقی حمایت درکار ہوتی ہے وہ اُس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دوم ایسا عمل ظاہری طور پر ایک رَدّ عمل کی طور پر نظر آنے کی وجہ سے فی سبیل اللہ سے بعید اور فی سبیل نفسہٖ سے قریب معلوم ہوتا ہے۔

مزید براں قرآن کے فتوی کے مطابق کفار ہر اُس شخص کا دشمن ہے جس پر فقط مسلمان ہونے کا ٹھپا ہو [وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ [سورۃ البقرۃ؛۱۲۰] "اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔"] **تو مسلمان معاشروں میں قتل و غارت اُس کے مقاصد کے حصول کے لیے انتہائی فائدہ مند ہے اور ایسی صورت میں مجاہدین اسلام اپنے ہی دشمنوں کے مدد گار نظر آئیں گے۔**

[اِس تجزیہ سے میری مراد قطعی یہ نہیں ہے کہ میں کسی بھی دہشت گردانہ کاروائی کے پیچھے مجاہدین اسلام کا ہاتھ سمجھتا ہوں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اِس طرح کی کاروائی کی جائے تو اُس سے جہاد فی سبیل اللہ کے مقصد کو فائدہ نہیں بلکہ فقط نقصان پہنچتا ہے کیونکہ اگر اِس میں کسی فائدہ کی امید ہوتی تو رسول اللہ ﷺ جن کے نزدیک اعتقادی منافقین کا کفر وحی کی بنیاد پر قطعی تھا اور سربراہ مملکت کی حیثیت میں وہ ہر قسم کی سزا پر عملدرامد کرانے پر قادر بھی تھے، وہ اِس عمل سے اجتناب نہ کرتے، جبکہ آج اِن دونوں عناصر کی موجودگی کا دعویٰ مجاہدین اسلام نہیں کر سکتے]

جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف بندشیں اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے خلاف اسلامی ممالک میں گرفتاریوں اور سزاؤں کی صورت میں سخت کریک ڈاؤن ایک پُرفتن دور کی نشاندہی کرتا ہے اور اِس طرح کے کسی بھی فتنہ کے دور میں ایک مجاہد کو اللہ سے عافیت طلب کرتے ہوئے اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہنا چاہیے اور اگر بالفرض، اللہ کو آزمائش مطلوب ہے تو ہر اُس مجاہد کے لیے جو اپنے اعمال کے اجر کا فقط اللہ سبحان وتعالیٰ سے امیدوار ہے، رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث مشعل راہ ہے۔

- ✓ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے قریب فتنے ہوں گے سیاہ تاریک شب کے حصوں کے مانند، اِن فتنوں میں مرد صبح ایمان کی حالت میں کرے گا تو شام کفر کی حالت میں اور کوئی شام ایمان کی حالت میں کرے گا تو صبح کفر کی حالت میں۔ اِن فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ [اُس وقت] اپنی کمانیں توڑ دینا اور کمانوں کے چلے کاٹ دینا، اپنی تلواریں پتھروں پر مار کر کند کر لینا۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی گھس آئے اور [مارنے لگے] **تو وہ سیدنا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں [ہابیل اور قابیل] میں سے بہتر کی طرح ہو جائے۔** [سنن ابن ماجہ۔ جلد سوم۔ فتنوں کا بیان۔ حدیث ۸۴۱]

اِس حدیث میں "[اُس وقت] اپنی کمانیں توڑ دینا اور کمانوں کے چلے کاٹ دینا، اپنی تلواریں پتھروں پر مار کر کند کر لینا" سے مراد کفار سے جہاد فی سبیل اللہ کو روکنا نہیں ہے کیونکہ کفار سے جہاد فی سبیل اللہ تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول یا قیامت تک جاری رہنے کی بشارت خود متعدد صحیح احادیث میں موجود ہے جیسا کہ اِس سے اگلے سوال کے جواب میں مذکور ہے۔

سوال نمبر ۱۱: کیا آج تمام جہادی تنظیمیں باطل کی علم بردار اور فساد فی الارض[7] کا باعث ہیں؟

- ✓ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ **حق پر قائم** رہے گا اور اپنے مخالفین پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ اُن کا آخری حصہ دجال سے **قتال کرے گا**"۔ [مسند احمد۔ جلد نہم۔ حدیث ۱۴۷]
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو **حق کی خاطر** لڑتا رہے گا۔ یہاں تک کہ آخر میں ایک گروہ دجال سے **قتال کرے گا**"۔ [سنن ابوداؤد۔ جلد دوم۔ جہاد کا بیان۔ حدیث ۷۱۹]
- ✓ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تین باتیں ایمان کی جڑ اور بنیاد ہیں، اول یہ کہ جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا قائل ہو، اپنے ہاتھ اور زبان کو اُن سے بچانا، کسی کو گناہ کی بناء پر اُس کی تکفیر نہ کرنا یعنی کسی عمل کی بناء پر اُس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھنا، دوسرے جہاد جاری ہے میری بعثت کے وقت سے جہاں تک کہ میری امت کا آخری شخص **قتال کرے گا** دجال سے اور [یاد رکھو] جہاد کو کوئی چیز **باطل نہیں کر سکتی** نہ ظالم کا ظلم اور نہ عادل کا عدل، تیسرے تقدیر پر ایمان رکھنا۔ [سنن ابوداؤد۔ جلد دوم۔ جہاد کا بیان۔ حدیث ۷۶۷]
- ✓ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ساوہ فرماتے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ **حق کی خاطر لڑتا رہے گا** اور قیامت تک غالب رہے گا۔۔۔۔۔" [صحیح المسلم۔ جلد اول۔ ایمان کا بیان۔ حدیث ۳۹۵]

مندرجہ بالا احادیث کے مطالعے سے دو باتیں قطعی علم کے ذریعے یقین کے درجے کو پہنچتی ہیں؛ **اول** یہ کہ چاہے انفرادی سطح ہو؛ سول سوسائٹی کی سطح ہو یا حکومتی ایوان اور اُس کے ذیلی اداروں کی سطح ہو؛ تمام تر ناپسندیدگی اور پابندیوں کے باوجود دین میں "جہاد فی سبیل اللہ" بمعنیٰ [قتال فی سبیل اللہ] کم از کم دجال کے خاتمے تک تو ضرور برقرار رہے گا اور **دوم** کہ یہ "جہاد فی سبیل اللہ" بمعنیٰ [قتال فی سبیل اللہ] ہر دور میں ایک واضح حق کی صورت میں قائم رہتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت کی زندہ تفسیر رہے گا۔

وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ [سورۃ آل عمران؛ ۱۴۱] "اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا **ایمان والوں کو خالص** [مومن] بنادے اور کافروں کو نابود کردے"

[7] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ چہارم]؛ جہاد پر عمومی اعتراضات [گذارش نمبر ۳]" کا مطالعہ فرمائیں۔

اب آج جو شخص ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکتے ہوئے خدانخواستہ تمام جہادی تحریکوں اور تنظیموں کو باطل اور فساد فی الارض کا سبب گرادنتا ہے تو یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی جہالت کے سبب جھٹلاتا ہے [نعوذ باللہ من ذالك] یا لاعلمی کے سبب کم از کم مندرجہ ذیل آیت کا مصداق تو بنتا ہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے کا نتیجہ بیان کر رہی ہے۔

-----أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ [سورة الحجرات؛ ٢]"-----[ایسا نہ ہو] کہ تمہارے **اعمال ضائع** ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔"

آج میڈیا، حکومتی ایوان اور اُس کے ذیلی ادارے اپنے ظاہری اعمال کے سبب [بحث سے بچتے ہوئے] اگر منافق[8] نہیں تو کم از کم فاسق وفاجر[9] کے لقب کے تو قابل ہیں۔ اگر اِن مصادر سے کوئی خبر اِس سلسلہ میں پہنچے تو اگر انسان کی استطاعت ہے تو اُس کی تحقیق کرلے ورنہ اپنے تمام نیک اعمال ضائع ہونے کے خوف سے کم از کم خاموشی اختیار رکھے۔ [اور جہاں تک کفر کے میڈیا، حکومتی ایوانوں اور اُس کے ذیلی اداروں کا تعلق ہے تو اِن شرعی معاملات میں اُن کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا-----[سورة الحجرات؛ ٦]"مومنو! اگر کوئی **بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر** لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو-----"

اور اگر تحقیق کی استطاعت نہیں مگر حق کی جانکاری کا جذبہ ہے تو علمائے حق[10] سے رجوع کرے۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ-----[سورة النساء؛ ٨٣]"اور جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اُس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اِس کو پیغمبر اور **"اختیار والے"**[11] کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اِس کی تحقیق کر لیتے-----"

اور یقیناً اولین ذمہ داری علماء کی ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ جیسے مقدس فریضہ، جس کو احادیث میں دین کی چوٹی قرار دیا گیا ہو اُس عمل کو اور جہاد کی اصطلاح کے تقدس کو بحال اور اُس کی حفاظت کرتے ہوئے عوام میں جہاد کے اصل

---

8 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ نفاق کی حقیقت [کاوش نمبر ۷]" کا مطالعہ فرمائیں۔

9 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ گناہوں کی حقیقت [کاوش نمبر ۸]" کا مطالعہ فرمائیں۔

10 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ علمائے حق کی تلاش [کاوش نمبر ۳]" کا مطالعہ فرمائیں۔

11 مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ سوم]؛ علم اور علماء [کاوش نمبر ۲]" کا مطالعہ فرمائیں۔

مقاصد؛ اُس کے فضائل؛ عصرِ حاضر میں اُس کی ضرورت اور دنیا اور آخرت میں اُس کے فوائد کو اپنے خطبات کا مستقل حصہ بنائیں تاکہ اِس عظیم دینی اصطلاح کا جو ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت تحقیر آمیز استعمال جاری ہے [یعنی مچھروں، گندگی کے ڈھیروں، جہالت، کرپشن، باطل نظاموں کے نفاذ وغیرہ کے ساتھ] اُس کو روکا جا سکے اور دین کی باقی اصطلاحات مثلاً صلاۃ، صیام، زکوۃ، حج وغیرہ کی طرح جہاد کو بھی فقط دین کے متعین کردہ شرعی اصطلاحی معنوں میں ہی استعمال کیا جائے۔

لا اله الا الله ؛ لا اله الا الله ؛ لا اله الا الله محمد رسول الله

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و صحبہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

والسلام و علیکم و رحمۃ الله

فرقان الدین احمد
furqanuddin@gmail.com